الجامعۃ البنوریۃ العالمیۃ
متصل سائٹ تھانہ - پی او بکس نمبر ۱۰۶۹۸ کراچی پاکستان

دار الافتاء والقضاء

ای میل: darulifta@gmail.com ویب سائٹ: www.jamiabinoria.net فون: 2560300-2560400 فیکس: 2564586

MODE: **Urgent**

Name : **Mufti Nisar**
Address : **Godhra India**
Subject : **بینک اور سود**
Writer : محمد موسیٰ

Serial No : **17875**
Date : **12/12/2012**
Contact No:
Email :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کیا فرماتے ہیں حضرات مفتیانِ کرام مسئلہ ذیل میں۔

ہمارا شہر گودھرا گجرات میں لوہے کو پگھلانے کا ایک کارخانہ ہے جو پاور اور بجلی سے چلتا ہے ہمارا بجلی کنکشن 3800/K.V ہے اس کے مقابلہ میں سرکاری پاور ہاؤس میں ہمارے تقریباً ۲۴ لاکھ روپئے بطور ڈپازٹ جمع ہے اس کے باوجود ابھی ۱۹ لاکھ کا مزید مطالبہ جاری ہے اگر ہم مطالبہ کی مزید رقم نہیں بھرتے تو جب تک نہیں بھرینگے بعد میں تاخیر کی وجہ سے سود کے ساتھ وصول کرینگے۔ یوں کل ڈپازٹ کی رقم ۵۸ لاکھ روپئے ہوتی ہے۔

حال سرکاری پاور ہاؤس (گجرات بجلی بورڈ G.B.) نے ایک نیا قانون جاری کیا ہے کہ اگر کسی کو ڈپازٹ کی رقم نہ بھرنا ہو یا بھری ہوئی رقم واپس لینا ہو تو بینک گارنٹی کے ذریعہ وہ ڈپازٹ واپس لے سکتے ہیں۔ لیکن بینک گارنٹی کے لئے شرط یہ ہے کہ ہماری ملک یا جائداد بطور مارگیز (رہن) رکھنی ہوگی۔ اس بینک گارنٹی کے لئے ہمارے پاس سے دو سال میں تقریباً ۳ لاکھ روپئے سروس چارج کے طور پر مانگتے ہیں۔ بینک گارنٹی کے لئے بینک میں فکس ڈپازٹ کے طور پر تقریباً ۱۲ سے ۱۵ لاکھ کو رکھنا ضروری ہوگا جس پر وہ سود بھی دیگی۔ تو کیا اس طرح اپنے ڈپازٹ کی رقم واپس لینے کے لئے بینک گارنٹی لے سکتے ہیں؟ اسے سروس چارج دینا درست ہے یا نہیں؟

اللہ کا شکر و احسان ہے آج تک بینک کے متعلق کوئی معاملہ کیا نہیں ہے اور نہ کبھی سودی نظام کی طرف رخ کیا ہے۔ ہر وقت اللہ تعالیٰ نے حفاظت کی ہے۔ لہٰذا آپ سے گذارش ہے کہ اس مسئلہ میں ہماری شرعی اور فقہی رہنمائی کر کے شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔

المستفتی
بلال احمد بن انور گودھرا
گجرات۔ انڈیا

(نوٹ: جواب صفحہ کے پشت پر ملاحظہ ہو۔)

الجواب حامداً ومصلیاً

نفسِ گارنٹی اور ضمانت پر اجرت لینا شرعاً جائز نہیں البتہ گارنٹی لینے کیلئے اگر بینک کو دفتری امور انجام دینے پڑتے ہوں تو اس قسم کے امور انجام دینے پر عرفِ عام میں جتنی رقم لی جاتی ہے اتنی مقدار میں لینا جائز ہے اس سے زائد نہیں اسلیئے بینک کا اجرت مثل سے زائد رقم کا مطالبہ جائز نہیں اس طرح کے عقد سے احتراز لازم ہے۔

وفی الدر: (یستحق القاضی الأجر علی کتب الوثائق) والمحاضر والسجلات (قدر ما یجوز لغیرہ کالمفتی) فانہ یستحق أجر المثل علی کتابۃ الفتوی، لأن الواجب علیہ الجواب باللسان دون الکتابۃ بالبنان، ومع ھذا الکف أولی احترازا عن القیل والقال وصیانۃ لماء الوجہ عن الابتذال اھ (ج ٦ ص ٩٣)۔

وفی الرد: تحت (قولہ قدر ما یجوز لغیرہ) قال فی جامع الفصولین: للقاضی أن یأخذ ما یجوز لغیرہ، وما قیل فی کل خمسۃ دراھم لا نقول بہ ولیلیق ذلک بالفقہ، وأی مشقۃ للکاتب فی کثرۃ الثمن؟ وانما أجر مثلہ بقدر مشقتہ أو بقدر عملہ فی صنعتہ أیضا کحکاک وثقاب یستأجر بأجر کثیر فی مشقۃ قلیلۃ اھ قال بعض الفضلاء: أفھم ذلک جواز أخذ الأجرۃ الزائدۃ وإن کان العمل مشقتہ قلیلۃ ونظرھم لمنفعۃ المکتوب لہ اھ قلت: ولا یخرج ذلک عن أجرۃ مثلہ، فإن من تفرغ لھذا العمل کثقاب اللآلی مثلا لا یأخذ الأجر علی قدر مشقتہ فانہ لا یقوم بمؤنتہ، ولو ألزمناہ ذلک لزم ضیاع ھذہ الصنعۃ فکان ذلک أجر مثلہ اھ (ج ٦ ص ٩٣)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

محمد موسیٰ عفی عنہ
دار الإفتاء جامعہ بنوریہ کراچی
١٥ صفر المظفر ١٤٣٣ھ

الجواب صحیح
بندہ نادر جان عفا اللہ عنہ
دار الافتاء جامعہ بنوریہ کراچی
١٦ / ٢ / ١٤٣٣ھ

الجواب صحیح
بندہ سیف الرحمٰن ...
دار الافتاء جامعہ بنوریہ کراچی
١٦ / صفر المظفر ١٤٣٣ھ

الجواب صحیح
عبد اللہ شعیب ...
دار الافتاء جامعہ بنوریہ کراچی
١٦ / صفر / ١٤٣٣ھ

نائب رئیس دار الافتاء جامعہ بنوریہ العالمیۃ

دار الافتاء جامعہ بنوریہ العالمیۃ

رئیس دار الافتاء جامعہ بنوریہ العالمیۃ